مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی واصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

''روشن خیال لوگوں کا غلط اعتراض''

فرمایا کہ اکثر روشن خیال لوگ علماء پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ دنیاوی ضرورتوں سے بالکل بے خبر ہیں سو اول تو یہ تسلیم نہیں کیا جاتا اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس لاعلمی کی تکالیف کی زندگی بہت قلیل ہے لیکن معترضین جن ضرورتوں سے لاعلم ہیں یعنی دین کی ضرورتیں ان کی لاعلمی سے جو تکالیف ان کو ہوں گی وہ بہت شدید اور طویل ہیں۔ پس اول ان کو اپنی خبر لینی چاہئے اس کے بعد اعتراض کا حق ہے۔

(حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ)

دعوات عبدیت

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹمل ناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۰)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز اعوذ باللّٰہمن الشیطن الرجیم ''میں اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔''

(۲) نماز کی سنتیں (۱۰) ''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔(مردوں کے لئے)

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالٰی جس پر فضل فرمائیں)
(۱۰) دھوکہ دینا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۰) ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے جس سے گناہوں کی عادت پڑ جاتی ہے اور چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۰) دل میں سکون واطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی راحت ہیچ ہے۔

ماهنامہ

دعوۃ الحق

جلد (۱)

محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

شمارہ (۱۰)

فروری ۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

اداریہ

"قل موتوا بغیظکم"

کہدو کہ مروتم اپنے غصہ میں!

عہد رسالت میں بعض مسلمان ماقبل اسلام تعلقات کے پیش نظر یہودی ہمسایوں اور حلیفوں سے وہی سابق مراسم دوستانہ نباہے جارہے تھے۔ اور بسا اوقات دوستی واعتماد کے جذبہ سے اپنے اندرونی راز دارانہ مشوروں کا بھی اظہار کردیا کرتے تھے۔ جو کہ بہت ہی نقصان دہ اور خلاف احتیاط اقدام تھا۔

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر تنبیہ فرمادی کہ مسلمان اپنے برادرانِ اسلام کے سوا کسی کو بھیدی نہ بنائیں۔ کیونکہ یہود ونصاریٰ ہوں یا مشرکین ومنافقین کوئی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ ان کی اندرونی دشمنی کا یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت تمہارے نقصان ہی کی فکر وتدبیر کرتے رہتے ہیں بلکہ بسا اوقات اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی باہمی اخوت ومحبت کو دیکھ کر یہ لوگ جلے مرتے ہیں اور ایسی حالت میں یہ فرطِ غیظ وغضب میں دانت پیستے اور اپنی انگلیاں تک کاٹ کھانے لگتے ہیں۔

واذاخلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ۔ (آل عمران آیت:۱۱۹)

اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے تو کہہ دو کہ مروتم اپنے غصہ میں۔

دشمنانِ اسلام کا یہ غیظ وغضب اس وقت سے لیکر آج تک برابر باقی بلکہ مترقی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

سابق میں یہ بولہبی شرارتیں کسی خطہ یا علاقہ تک محدود تھیں مگر آج میڈیا کی نوازش سے آن کی آن میں مغرب سے اٹھنے والی ایک چنگاری مشرق تک کروڑوں خرمنوں پر بجلی بن کر گرتی ہے۔

اسی قسم کی ایک معاندانہ سازش یا اسلام دشمنی کی انتہائی حواس باختگی کا ایک سنامی طوفان "آزادی قلم واظہار رائے" کی آڑ میں آج ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ اور عالم انصاف لرز اٹھا ہے کہ پیغمبر اسلام جیسی محسن انسانیت عظیم شخصیت پر اِس فاتر العقل کارٹونسٹ نے کس قدر گندہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ کوئی اخبار کوئی رسالہ کوئی پروگرام ڈنمارک کے اس صحافی نما پاگل کے ذکر سے خالی نہیں جس نے ماہتاب رسالت کو چڑانے یا پہاڑ جیسی عظیم الشان رفعتوں کے سامنے بھونکنے کی کوشش کی ہے اور شاید وہ خوشی کے بانسری بجارہے ہو کہ ۔

"بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا"

کیا اس یتیم عقل وفہم کو اور کوئی حرکت نہ سوجھی جس سے اس کا نام ہوتا؟ اور سوجھی تو اس ذات قدسی صفات کی اہانت؟ جس کو اللہ نے اتھاہ سمندروں سے بڑا صبر وضبط عطا فرمایا تھا آپؐ کے دشمنوں نے کیا

کچھ نہیں کرلیا مگر ہر وقت ہر لمحہ پوری دل شکستگی، کامل شدت احساس، سر سے پیر تک زخموں میں چور ہوکر، بھی یہی الفاظ زبان پر تھے **اللّٰھم اھدقومی فانھم لایعلمون۔** مولا تو ان دشمنوں کو معاف فرمادے وہ مجھے نہیں سمجھ سکے ہیں۔

آج بھی صاحب خلق عظیم علیہ الصلوات والتسلیم کی امت لاکھ بے سروسامان سہی سرتاپا عصیان سہی اپنے عظیم پیغمبر کی اس وراثت صبر واستقامت اور ضبط وتحمل سے یکسر محروم وخالی نہیں ہے اسی وراثت کی کرامت کہئے کہ عالم آج بھی سکون کی سانسیں لے رہا ہے ہلکے ہلکے شور واحتجاج زبانی وقلمی جاری ہیں اور زیادہ بے سکونی ہوئی تو اپنی جانوں کی سوغات ہی ناموس رسالت کیلئے پیش کرنا پسند کرلیا جاتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہورہا ہے اگر صاحبِ خلق عظیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ صبر وتحمل اور آپ کی تعلیم ضبط واستقامت امت کے حرز جان نہ ہوتی تو آج عالم کا نقشہ ہی بدلا ہوتا۔

مگر نہیں! دشمنانِ دین کو مزید مہلت دو۔ جل بھننے دو۔ **قل موتوا بغیظکم** حتی کہ اسی غیظ وغضب میں گھٹ گھٹ کر انہیں مرنے دو۔

اور اپنے لئے قرآن حکیم کا یہ مژدۂ جانفزا قابل توجہ بناؤ **ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار** ''اسی میں عبرت ہے دیکھنے والوں کیلئے'' (آل عمران آیت: ۱۳) قول حکمت ہے کہ **السعید من وعظ بغیرہ۔** کسی کے حال سے عبرت لے لینا سعادت کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ اس موقع پر ذرا ہم مسلمان اپنا حال بھی ٹٹول لیں کہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ کا نام ہی مقصود ہے یا آپ کا کام بھی؟ ہماری آپ کی چھوڑیئے خود آقا نے کیا فرمایا؟ **فاتبعونی** میری پیروی کرو!

کیا یہ پیروی ہم سے صحیح ہورہی ہے؟ کیا ہماری زندگی اسوۂ رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر ہو بہو فِٹ ہے؟ ہمارے عمل، ہمارے کردار، ہمارے چہرے مہرے، ہماری وضع قطع، ہماری معاشرت اور معاملات سے سنت محمدی ﷺ کی خوشبو آرہی ہے؟ یا اغیار کے عادات واطوار کا ہم نمونہ بنے ہوئے ہیں؟ فیصلہ آپ کی رائے پر!

آہ ایک طرف اغیار کی وہ مکاریاں؟ اور ایک طرف اپنوں کی بے مروتیاں؟ قربان جایئے صداقتِ محمدی کے کہ کیسی خبر دیدی؟ **بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبیٰ للغرباء**

ہماری ابتری وبدحالی کے باوجود اغیار دشمنانِ اسلام پتہ نہیں اور کس بات پر جل رہے ہیں؟ ؎

اللہ کا کرم ہے یوں آج بھی بھرم ہے
ورنہ تو پاس اپنے دم ہے نہ ہی درم ہے

فالی اللہ المشتکیٰ

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

(قسط اول)

مقام صحابہؓ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ؕ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ز سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ط ذالك مثلھم فی التوراۃ ج ومثلھم فی الانجیل قف کزرع اخرج شطأہٗ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار ط وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما o

''محمد رسول ہے اللہ کا اور جو لوگ اسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی، نشانی اُن کی انکے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے، یہ شان ہے اُن کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نکالے اپنا پٹھا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوگیا اپنی نال خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

محمد رسول اللہ، پورے قرآن میں خاتم الانبیاء ﷺ کا نام مبارک لینے کے بجائے عموماً آپ کا ذکر اوصاف والقاب کے ساتھ کیا گیا خصوصاً ندا کے موقع پر یاایہا النبی، یاایہا الرسول یاایہا المزمل وغیرہ بخلاف دوسرے انبیاء کے کہ ان کے نام کے ساتھ ندا کی گئی، یا ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ۔ پورے قرآن میں صرف چار جگہ آپ کا نام مبارک محمدؐ ذکر فرمایا ہے جہاں اس نام کے ذکر ہی میں کوئی مصلحت تھی۔ اس مقام پر مصلحت یہ تھی کہ حدیبیہ کے صلحنامہ میں آپ کے نام کے ساتھ

جب حضرت علیؓ نے محمد رسول اللہ لکھا تو قریش مکہ نے اسکو مٹا کر محمد ابن عبداللہ لکھنے پر اصرار کیا ،رسول اللہ ﷺ نے بحکمِ ربانی اس کو منظور کر لینا قبول کیا۔حق تعالیٰ نے اس مقام پر خصوصیت سے آپ کے نام مبارک کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ قرآن میں لا کر اس کو دائمی بنا دیا جو قیامت تک اسی طرح پڑھا لکھا جائے گا۔

والذین معہٗ، یہاں سے آپ کے صحابۂ کرام کے فضائل کا بیان ہے۔اگر چہ اس کے پہلے مخاطب حضرات صحابہ ہیں جو حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شریک تھے لیکن الفاظ کے عموم میں سبھی صحابۂ کرام شامل ہیں کیونکہ صحبت ومعیت سب کو حاصل ہے۔

اس مقام پر حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت اور آپکے دین کو سب دینوں پر غالب کرنے کا بیان فرما کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف وفضائل اور خاص علامات کا ذکر تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے۔اسمیں انکے اس سخت امتحان کا انعام بھی ہے جو صلح حدیبیہ کے وقت لیا گیا تھا کہ ان کے قلبی یقین اور قلبی جذبات کے خلاف صلح ہو کر بغیر دخولِ مکہ وغیرہ کے ناکام واپسی کے باوجود انکے قدم متزلزل نہیں ہوئے اور بے نظیر اطاعت رسول اور قوت ایمانی کا ثبوت دیا۔نیز صحابہ کرام کے فضائل اور علامات کی تفصیل بیان فرمانے میں یہ حکمت بھی ہو تو بعید نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ورسول تو مبعوث ہونے والا نہیں تھا آپ نے اپنے بعد امت کے لئے کتاب اللہ کے ساتھ اپنے اصحاب ہی کو بطور نمونہ کے چھوڑا ہے اور ان کی اقتداء واتباع کے احکام دیئے ہیں، اسلئے قرآن نے بھی انکے کچھ فضائل اور علامات کا بیان فرما کر مسلمانوں کو ان کے اتباع کی ترغیب وتاکید فرمادی ہے۔اس مقام پر صحابۂ کرام کا سب سے پہلا وصف تو یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔کفار کے مقابلے میں سخت ہونا ان کا ہر موقع پر ثابت ہوتا رہا ہے کہ نسبی رشتے ناتے سب اسلام پر قربان کر دیئے اور حدیبیہ کے موقع پر خصوصیت سے اسکا اظہار ہوا۔اور آپس میں مہربان اور ایثار پیشہ ہونا صحابۂ کرام کا اسوقت خصوصیت سے ظاہر ہوا جبکہ مہاجرین وانصار میں مواخات ہوئی اور انصار نے اپنی سب چیزوں میں مہاجرین کو شریک کرنے کی دعوت دی۔قرآن نے صحابۂ کرام کے اس وصف کو مقدم بیان فرمایا کہ کیونکہ درحقیقت اس کا حاصل یہ ہے کہ ان کی دوستی اور دشمنی، محبت یا عداوت کوئی چیز اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ سب اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے لئے ہوتی ہے اور یہی وہ چیز جو ایمان

کامل کا اعلیٰ مقام ہے صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ **من احب للّٰہ وابغض للّٰہ فقد استکمل ایمانہ** ۔ یعنی جو شخص اپنی محبت اور بغض وعداوت دونوں کو اللہ کی مرضی کے تابع کردے اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صحابۂ کرام کے کفار کے مقابلہ پر سخت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی کسی کافر پر رحم نہیں کرتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس موقع پر اللہ ورسول کا حکم کفار پر سختی کرنے کا ہوتا ہے وہاں ان کو اپنے رشتے ناتے یا دوستی وغیرہ کے علاقے اس کام میں مانع نہیں اور جہاں تک ان کے ساتھ رحم وکرم کے معاملہ کا تعلق ہے وہ تو خود قرآن نے اس کا فیصلہ کردیا ہے کہ **لا ینھاکم اللّٰہ (الیٰ) ان تبروا وتقسطوا الیھم**، یعنی جو کفار مسلمانوں کے درپئے آزار اور مقاتلہ پر نہیں ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے بے شمار واقعات ہیں جن میں ضعیف ومجبور یا ضرورتمند کفار کے ساتھ احسان وکرم کے معاملات کئے گئے ہیں اور ان کے معاملہ میں عدل وانصاف کو برقرار رکھنا تو اسلام کا عام حکم ہے۔ عین میدان کارزار میں بھی عدل وانصاف کے خلاف کوئی کارروائی جائز نہیں۔

دوسرا وصف صحابۂ کرام کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا عام حال یہ ہے کہ وہ رکوع وسجدہ اور نماز میں مشغول رہتے ہیں ان کو دیکھنے والے اکثر ان کو اسی کام میں مشغول پاتے ہیں۔ پہلا وصف کمال ایمان کی علامت تھی دوسرا وصف کمال عمل کا بیان ہے کیونکہ اعمال میں سب سے افضل نماز ہے۔ **سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود**، یعنی نماز ان کا ایسا وظیفہ زندگی بن گیا ہے کہ نماز اور سجدہ کے مخصوص آثار ان کے چہروں سے نمایاں ہوتے ہیں۔ مراد ان آثار سے وہ انوار ہیں جو عبدیت اور خشوع وخضوع سے ہر متقی عبادت گزار کے چہرہ پر مشاہدہ کیے جاتے ہیں، پیشانی میں جو نشان سجدہ کا پڑ جاتا ہے وہ مراد نہیں۔ خصوصاً نماز تہجد کا یہ اثر بہت زیادہ واضح ہوتا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں بروایت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **من کثر صلوتہ باللّیل حسن وجھہ بالنّھار**۔ یعنی جو شخص رات میں نماز کی کثرت کرتا ہے دن میں اسکا چہرہ حسین پُرنور نظر آتا ہے اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد نمازیوں کے چہروں کا وہ نور ہے جو قیامت میں نمایاں ہوگا۔

ذالک مثلھم فی التوراۃ ج ومثلھم فی الانجیل ۔ کزرع اخرج شطأہٗ صحابۂ کرام کی جو علامت اوپر بیان فرمائی ہے کہ کفار کے مقابلہ میں سجدوں اور نمازوں کا نور ان کی

پیشانیوں کی علامت ہے اس آیت میں فرمایا کہ ان کی یہی مثال تورات میں بیان کی گئی ہے پھر فرمایا کہ انجیل میں ان کی ایک اور مثال یہ دی گئی ہے کہ وہ ایسے ہیں جیسے کوئی کاشتکار زمین میں بیج اُگائے تو اول وہ ایک ضعیف سی سوئی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے پھر اسمیں شاخیں نکلتی ہیں پھر وہ اور قوی ہوتا ہے پھر اسکا مضبوط تنہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے اصحاب شروع میں بہت کم تھے۔ ایک وقت ایسا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے سوا صرف تین مسلمان تھے مردوں میں صدیقِ اکبرؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، بچوں میں حضرت علیؓ پھر رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھتی رہی یہانتک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج میں شریک ہونے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب بتلائی گئی ہے۔ اس آیت میں تین احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ فی التوراۃ میں وقف کیا جائے اور پچھلی مثال یعنی چہروں کا نور، یہ علامت تورات کے حوالہ سے بیان ہوئی آگے **مثلھم فی الانجیل** پر وقف نہ کریں بلکہ ملا کر پڑھیں تو معنی یہ ہونگے کہ صحابہ کی مثال انجیل میں اس کھیتی یا درخت کی ہے جو شروع میں نہایت کمزور ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ قوی تناور ہو جاتا ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ فی **التوراۃ** پر وقف نہو بلکہ فی **الانجیل** پر وقف کیا جائے تو معنی یہ ہونگے کہ سابقہ نشانی چہروں کے نور کی تورات میں بھی ہے انجیل میں بھی اور آگے **کزرع** کی مثال کو ایک الگ مثال قرار دیا جائے۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ **فی التوراۃ** پر کلام ختم ہو نہ **فی الانجیل** پر اور لفظ **ذالك** اگلی مثال کی طرف اشارہ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تورات وانجیل دونوں میں صحابہ کی مثال **زرع** یعنی کھیتی کی دی گئی ہے۔ اگر اس زمانہ میں تورات وانجیل اپنی اصلی حالت میں ہوتیں تو انکو دیکھ کر مراد قرآنی متعین ہو جاتی لیکن ان میں تحریفات کا سلسلہ بے حد و بے شمار رہا ہے اس لئے کوئی یقینی فیصلہ نہیں ہوسکتا، مگر اکثر حضرات مفسرین نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے جسمیں پہلی مثال تورات میں اور دوسری انجیل میں ہونا معلوم ہے۔ امام بغویؒ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام کی یہ مثال انجیل میں ہے کہ شروع میں قلیل ہونگے پھر بڑھیں گے اور قوی ہونگے جیسا کہ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی یہ مثال انجیل میں لکھی ہوئی ہے کہ ایک قوم ایسی نکلے گی جو کھیتی کی طرح بڑھے گی اور وہ نیک کاموں کا حکم اور برے کاموں سے منع کیا کریگی (مظہری) موجودہ زمانہ کی تورات وانجیل میں بھی بے شمار تحریفات کے باوجود اسکی پیشین گوئی کے حسب ذیل الفاظ موجود ہیں۔

تورات باب استثناء ۳۳۔ ا تا ۳ کے یہ الفاظ ہیں۔

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکار ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا، دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا اور اسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت انکے لئے تھی وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ ہیں اور وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں تیری بات مانیں گے۔''

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے وقت صحابۂ کرام کی تعداد دس ہزار تھی جو فاران سے طلوع ہونے والے اس نورانی پیکر کے ساتھ شہر خلیل میں داخل ہوئے تھے۔ اسکے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی کے لفظ سے **اشداء علی الکفار** کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے لوگوں سے محبت کریگا کے لفظ سے **رحماء بینھم** کا مضمون سمجھا جاتا ہے اسکی پوری تفصیل مع دوسرے حوالوں کے اظہار الحق جلد سوم باب ششم ۲۵۶ میں ہے یہ کتاب عیسائیت کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے پادری فنڈر کے مقابلہ پر تحریر فرمائی تھی اس کتاب میں انجیل کی تمثیل کا اسطرح ذکر ہے۔ انجیل متی باب ۱۳ آیت ۳۱ میں یہ الفاظ ہیں۔ اس نے ایک اور تمثیل انکے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا، وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اسکی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ اور انجیل مرقس ۴: ۲۶ کے یہ الفاظ ہیں جو الفاظِ قرآنی کے زیادہ قریب ہیں۔ اس نے کہا کہ خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین پر بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن جاگے اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے، پہلے پتی پھر بالیں پھر بالوں میں تیار دانے پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا (اظہار الحق جلد ۳) باب ششم ۳۱۰ آسمان کی بادشاہی سے مراد نبی آخر الزماں کا ہونا انجیل کے متعدد مقامات سے ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (معارف القرآن جلد :۸)

(باقی آئندہ)



درسِ حدیث
(قسط اول)

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

ذکر اللہ کے عظیم فوائد

عن ابی هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الدنيا ملعونة وملعون ما فيها الّا ذكر اللّٰه وما والاه وعالماً ومتعلّماً. رواه الترمذی وابن ماجة والبیھقی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

فائدہ: اس کے قریب ہونے سے مراد ذکر کے قریب ہونا بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین ومددگار ہوں جن میں کھانا پینا بھی بقدر ضرورت داخل ہے اور زندگی کے اسبابِ ضروریہ بھی اس میں داخل ہیں اور اس صورت میں اللہ کا ذکر ہر چیز کو جو عبادت کے قبیل سے ہو شامل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے قریب ہونے سے اللہ کا قرب مراد ہو تو اس صورت میں ساری عبادتیں اس میں داخل ہوں گی اور اللہ کے ذکر سے مخصوص ذکر مراد ہوگا اور دونوں صورتوں میں علم ان میں داخل ہوگیا تھا پہلی صورت میں اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے کہ ’’بے علم نتواں خدارا شناخت‘‘ (بغیر علم کے اللہ کو پہچان نہیں سکتا) اور دوسری صورت میں اس وجہ سے کہ علم سے بڑھ کر کونسی عبادت ہوگی لیکن اس کے باوجود پھر عالم اور طالب علم کو علیٰحدہ اہتمام کی وجہ سے فرمایا کہ علم بہت ہی بڑی دولت ہے۔

حافظ ابن قیمؒ ایک مشہور محدث ہیں انہوں نے ایک مبسوط رسالہ عربی میں "الوابل الصیب" کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں سو سے بھی زیادہ فائدے ہیں ان میں سے نمبر وار اناسی فائدے انہوں نے ذکر فرمائے ہیں۔ جن کو مختصراً

اس جگہ ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں جو کئی کئی فائدوں سے شامل ہیں اس لحاظ سے یہ سو سے زیادہ کو مشتمل ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے (۲) اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کا سبب ہے (۳) دل سے فکر وغم دور ہوتا ہے (۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے (۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے (۶) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے (۷) رزق کو بڑھاتا ہے (۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی اس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے (۹) اللہ تعالیٰ شانہٗ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہئے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچادیتا ہے یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہٗ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصود ہوتا ہے) (۱۱) اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے (۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے (۱۴) اللہ جل شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے (۱۵) اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے **فاذکرونی اذکرکم** اور حدیث میں وارد ہے۔ **من ذکرنی فی نفسہٖ ذکرتہ فی نفسی الحدیث**۔ چنانچہ آیات اور احادیث کے بیان میں پہلے مفصّل گذر چکا ہے اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کیلئے ایسا ہے جیسا مچھلی کیلئے پانی۔ خود غور کرلو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا

حال ہوتا ہے (۱۷) دل اور روح کی روزی ہے اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے (۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہٗ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت سی رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے (۲۴) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت چغلخوری، جھوٹ، بدگوئی، لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کے لغویات میں مبتلا رہتا ہے۔ (باقی آئندہ)

(فضائل اعمال جلد اول)

☆ سنت پر عمل

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کھانا کھا رہے تھے اس وقت ایک عجمی رئیس بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا تو آپؓ نے اس کو صاف کر کے کھالیا خادم نے کہا یہ عجمی لوگ اس طرح نیچے سے اٹھا کر کھانے کو معیوب سمجھتے ہیں ان کے سامنے ایسا کرنا مناسب نہیں۔

حضرت حذیفہ نے جواب دیا **أأترك سنة حبيبي صلى الله عليه وسلم لهؤلاء الحمقاء؟** کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دوں؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

انوارِ سنت

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

چند سنتیں

اذان واقامت کی سنتیں (۱) اذان واقامت قبلہ رُو کہنا سنت ہے۔ (۲) اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کے الفاظ جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔ (۳) اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں جانب منہ پھیرنا سنت ہے۔ لیکن سینہ اور قدم قبلہ رُخ ہی رہے۔ (۴) جب اذان سنو تو تلاوت، ذکر وتسبیح بند کردو اور اذان کا جواب دو یعنی اذان کے کلمات کو دہراؤ۔ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو۔ (۵) فجر کی اذان میں **الصلوٰۃ خیر من النوم** کے جواب میں **صدقت وبررت** کہا جائے گا۔ (۶) اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دیا جائے گا لیکن **قدقامت الصلوٰۃ** کے جواب میں اقامھا اللہ وادامھا کہا جائے گا۔ (۷) اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ (۸) درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔ **اللّٰھم رب ھٰذہ الدّعوۃ التّامۃ والصّلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعادط**

سفر کی سنتیں (۱) جہاں تک ہوسکے سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں۔ تنہا آدمی سفر نہ کرے۔ البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں کہ تنہا آدمی سفر کرے۔ (۲) سواری کے لئے رکاب میں پاؤں رکھیں تو بسم اللہ کہیں۔ (۳) سواری پر اچھی طرح بیٹھ جائیں تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ پھر یہ دعا پڑھیں۔ **سبحان الذی سخرلنا ھٰذا وما کنا لہٗ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔** (۴) پھر یہ دعا پڑھے۔ **اللّٰھم ھون علینا ھٰذا السفر واطوعنا بعدہٗ اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللّٰھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل**

والاھل والولد۔ ترجمہ: اے اللہ! آسان کر دیجئے ہم پر اس سفر کو اور طے کر دیجئے ہم پر درازی اس کی۔ اے اللہ! آپ ہی رفیق سفر ہیں۔ سفر میں اور خبر گیراں ہیں گھر بار میں۔ یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی سفر کی مشقت سے اور بری حالت دیکھنے سے اور واپس آکر بُری حالت پانے سے مال میں اور گھر میں اور بچوں میں۔ (۵) مسافرت میں ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنت یہ ہے کہ راستہ سے ہٹ کر قیام کرے۔ راستہ میں پڑاؤ نہ ڈالے کہ آنے جانے والوں کا راستہ رُکے اور ان کو تکلیف ہو۔ (۶) سفر کے دوران جب سواری بلندی پر چڑھے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ (۷) جب سواری نشیب یا پستی میں اترنے لگے تو تین بار سبحان اللہ کہیں۔ (۸) جس شہر یا گاؤں میں جانے کا ارادہ ہو اسے جب دور سے دیکھ لیں تو تین بار یہ دعا پڑھیں۔ **اللّٰھم بارك لنا فیھا۔** اے اللہ برکت دے ہمیں اس شہر میں۔ (۹) اور جب اس شہر میں داخل ہونے لگیں تو یہ دعا پڑھیں: **اللّٰھم ارزقنا جناھا وحببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا۔** یا اللہ نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور عزیز کر دیجئے ہمیں اہل شہر کے نزدیک اور محبت دیجئے ہمیں اس شہر کے نیک لوگوں کی۔ (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے۔ باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔ (۱۱) دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ ایسے ہی زیادہ رات گئے اگر دیر سے گھر آئے تو اسی وقت گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر ہے کہ صبح مکان میں جائے البتہ اہل خانہ تمہارے دیر سے آنے سے آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اسی وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔ (۱۲) سفر میں کتا اور گھنگھرو ساتھ رکھنے کی ممانعت آئی ہے کیونکہ ان کی وجہ سے شیطان پیچھے لگ جاتا ہے۔ اور سفر کی برکت جاتی رہتی ہے۔ (۱۳) سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لئے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ (۱۴) جب سفر سے واپس آئے تو یہ دعا پڑھے۔ **آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔** ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ حضرت مولانا شاہ مظفر حسین صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے وعظ سے بہت نفع کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میری نیت یہ ہوتی ہے کہ یا اللہ میرے یہ سامعین مجھ سے بھی افضل ہو جائیں۔

ارشاد فرمایاکہ ایک پولیس مین وردی میں نہ ہو اور کسی کمرہ میں بیٹھا ہو اور کسی نے دریافت کیا کہ کیا اس کمرے میں سپاہی ہے وہ دیکھ کر کہدے نہیں وہاں سپاہی نہیں ہے تو یہ نفی جس طرح صحیح ہے اسی طرح آج مسلمانوں نے اپنی ظاہری وضع قطع غیر اسلامی کرلی ہے تو دراصل مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کی نفی بھی صحیح ہوگی۔ **من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر** میں کفر کی جو وعید ہے اس مثال سے اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ جو بے نمازی ہے گویا کہ وہ غیر مسلموں جیسی حیثیت میں ہے کافروں جیسا کام کر رہا ہے۔

ازمرتب عفی عنہ:۔ حضرت اقدس کی برکت سے اس کی تشریح عرض ہے کہ اسلام کے اندر نماز کو ستون فرمایا گیا ہے اور ستون نہ ہونے سے عمارت گر جاتی ہے ظاہری طور پر یہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں مگر ان کو ہر وقت دیکھا نہیں جا سکتا۔ مثلاً روزہ اول تو سال بھر میں صرف تیس دن ہیں پھر روزہ رکھنے پر یقینی ثبوت نہیں کوئی چھپ کر کھالے تو کیا خبر اسی طرح حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے اور کوئی دولت ظاہر نہ کرے تو پتہ چلنا بھی مشکل کہ اس پر حج فرض ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کا عمل ہے کوئی دولت مخفی رکھے تو معلوم نہ ہوگا کہ اس پر فرض ہے یا نہیں اور اسی طرح جہاد کے مواقع کم ہوتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار بن جائے تو اس پر جہاد کی فرضیت کا ثابت کرنا مشکل ہوگا لیکن نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو مسافر، مقیم، غریب، امیر، بیمار، تندرست سب پر فرض ہے۔ پس نماز ہی ایسی عبادت ہے جس سے کسی کے اسلام کا ثبوت معلوم کرنا آسان تر ہے اور نماز ہی مسلمان کی ایک دائمی اور ضروری شناختی کارڈ ہے اس کے بغیر گویا کہ وہ کافروں جیسی زندگی کے مشابہہ

ہو جاتا ہے نماز کی اسی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت شارع علیہ السلام نے تارک نماز عمداً کو **فقد کفر** فرمایا ہے۔

ارشاد فرمایاکہ مقرر اور واعظ اپنی نیت درست کر لے کہ میں اپنی اصلاح اور خدمت دین کے لئے وعظ کہہ رہا ہوں جاہ وشہرت کے لئے نہ کہے۔

ارشاد فرمایاکہ ایک جلسہ میں بیان کیا جب کھانا کھاتے وقت کوئی ٹکڑا غذا کا زمین پر گر پڑے تو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا بھی سنت ہے اس پر ایک ڈاکخانہ کے ملازم نے کہا کہ صاحب یہ امر نہایت شاق اور گراں نفس کو معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ آپ پر اس کی حقیقت منکشف نہیں ورنہ بالکل آسان عمل ہے پھر احقر نے عرض کیا کہ اچھا یہ بتایئے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل کسی جلسہ میں آپ کو اور تمام ڈاکخانوں کے ملازمین کو جمع کرے پھر آپ کو اعزازی طور پر اپنے پاس بلا کر کرسی پر بٹھائے لوگ حیرت زدہ ہوں گے کہ ان کا یہ خاص اکرام کیا جارہا ہے اور آپ کا نفس بھی کس قدر فخر وعزت محسوس کرے گا۔ پھر آپ کو اپنے ہاتھ سے کچھ کھانے کو دے تو آپ کی کیا عزت ہوگی لوگ کہیں گے کہ ایک ہیڈ کلرک پوسٹ آفس کو اس قدر عزت بخشی جارہی ہے پھر اس نے آپ کو کیلا دیا اور آپ سے اس کا کوئی حصہ زمین پر گر گیا آپ فوراً اس کو اٹھالیں گے اور یہ سوچ کر اٹھالیں گے کہ یہ عطیہ بہت بڑے افسر کا عطیہ ہے۔ صاحبو! یہی معاملہ یہاں سوچئے کہ حق تعالیٰ ہمارے بڑے ہیں اور کتنے بڑے ہیں ان کی کبریائی کی انتہا نہیں۔ الحمدللہ فوراً سمجھ گئے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اجتماع تھا احقر کی بھی دعوت تھی گدّے لگے تھے اجتماع صالحین کا تھا ہم گدّے پر نہیں بیٹھے ہم کو اصرار کے ساتھ گدّے پر بٹھایا گیا پھر جب دستر اخوان بچھایا گیا تو کھانا نیچے اور کھانے والوں کی سطح گدوں کے سبب بلند۔ احقر نے گذارش کی کہ یہ کھانے کے اکرام کے خلاف ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ یہاں یہی رواج ہے اور ہمارے یہاں اس کو بے ادبی نہیں سمجھتے۔ عرض کیا گیا اگر دونوں جگہوں میں کوئی فرق نہ تھا تو مجھے گدوں پر بیٹھنے کے لئے کیوں اصرار فرمایا گیا۔ حضرت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کھانے کو چارپائی پر ہمیشہ سرہانے رکھ کر اور خود پائینتی بیٹھ کر کھایا ہے۔ کبھی یاد نہیں آتا کہ اس کے خلاف کیا ہو۔ (مجالسِ ابرار)

مؤمن کی شان

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتابگڈھی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ٥ (پارہ:۸)

بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا۔

مؤمن کی عبادت اس کی قربانی، اس کا جینا مرنا اور اس کا سارا کام صرف اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے۔ حقیقی اسلام یہی ہے کہ اللہ ہی کے لئے ہماری زندگی بن جائے، اللہ ہی کے دین پر عمل کریں اور اللہ ہی کے دین کی دعوت دیں۔ اللہ ہی کے لئے جئیں اور اللہ ہی کے لئے مریں۔ دین کا خلاصہ یہی ہے کہ اوامر کی دعوت ہو اور منکرات سے پرہیز ہو۔ نبیوں نے اسی کی دعوت دی اور علماء ربانی کا بھی یہی کام ہے کہ وہ خود بھی معروف پر عمل کرتے ہیں اور منکرات سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی معروف پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور منکرات سے منع کرتے ہیں۔ اور جو عالم خود معروف میں فنا نہیں ہوگا اس کی بات میں کیا خاک اثر ہوگا۔ جو خود راستہ پر نہیں وہ دوسرے کو دین کی دعوت کیا دے گا۔ لہٰذا چاہئے کہ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی دعوت دیں۔ خود بھی نیک بنیں دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کریں۔ خود بھی بری باتوں سے گناہوں سے پرہیز کریں اور مسلمانوں کو بھی گناہوں سے پرہیز کرنے کی دعوت دیں۔ جب آدمی خود عامل ہوتا ہے تب ہی اسکی تبلیغ میں اثر ہوتا ہے۔

شیخ ابوالحسن نوریؒ اکابر اولیاء میں سے ہیں کتابوں میں ان کا حال لکھا ہے کہ جب اللہ اللہ کرتے تھے تو اندھیری رات میں انوار ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ ان کو ابوالحسن نوریؒ اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ ان ہی بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ان پر کوئی خاص کیفیت طاری تھی جس کی وجہ سے ہوش میں نہیں رہتے تھے، نماز کے اوقات میں ہوش ہو جاتا اور نماز ادا کرتے تھے یہ کیفیت ان پر تین روز تک مسلسل رہی اور اسی کیفیت میں ایک روز جب ذکر کیا تو درخت پر جو چڑیاں بیٹھی تھیں اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ تڑپ تڑپ کر درخت سے نیچے گر پڑیں۔

ان ہی بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک دن دریائے دجلہ کے کنارے گئے دیکھا کہ جہاز آیا اور اس سے بہت سے سامان اتارے گئے ان سامانوں میں شراب کے دس مٹکے بھی تھے، انہوں نے پوچھا ان مٹکوں میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا شراب ہے۔ پوچھا کس کے لئے ہے؟ معلوم ہوا خلیفۂ وقت کیلئے ہے بس ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اسی سے مٹکوں کو توڑنا شروع کیا، نو مٹکے توڑ ڈالے جب ایک رہ گیا تو اسے چھوڑ دیا۔ ان کو پکڑ کر خلیفہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ سبحان اللہ، تبلیغ اس کا نام ہے۔ منکرات سے ایسی نفرت کہ خلیفۂ وقت کی بھی پروا نہیں کی۔ مگر ہائے افسوس کہ آج مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ کیا مسلمانوں نے آج شراب خانوں کو آباد نہیں کر رکھا ہے؟ کیا سنیما گھروں کو آباد نہیں کر رکھا ہے، کیا ناچ گانے میں مسلمانوں کا مال نہیں صرف ہو رہا ہے، کیا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا مسلمانوں کو آسان ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمان جتنا مال فضولیات میں خرچ کرتے ہیں اگر اللہ کی راہ میں لگا دیں تو معلوم نہیں کیا سے کیا ہو جائے۔ یاد رکھو قیامت میں تم سے پوچھا جائے گا کہ ہم نے جو مال تم کو دیا تھا اس کو کہاں خرچ کیا؟ جس کو ہم اپنا مال سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے ہم جو چاہیں کریں، درحقیقت ہم اس میں خود مختار نہیں ہیں۔ اللہ نے دیا ہے اور اسی کا مال ہے بغیر اس کے اِذن کے کہیں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جب آدمی اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے دل میں اللہ کا خوف آ جاتا ہے۔ پھر حکم خداوندی کے آگے وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ کان کھول کر سنو اور مومن کا مقام دیکھو کہ شیخ ابوالحسن نوری خلیفۂ وقت کے دربار میں صبح کے وقت جب پیش ہوتے ہیں اور خلیفۂ وقت ان سے سوال کرتا ہے کہ ابوالحسن تم نے شراب کے مٹکے کیوں توڑ ڈالے۔

کیا تمہارے دل میں میرا خوف نہیں پیدا ہوا کہ خلیفۂ وقت کے لئے یہ شراب منگائی گئی تھیں۔ وہ جواب میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنین! اللہ کے خوف نے میرے دل میں کسی کا خوف باقی نہیں رکھا۔ میرے دل میں صرف اللہ ہی کا خوف ہے اور کسی کا خوف نہیں ہے اس نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ تم کو محتسب کس نے بنایا؟ بے دھڑک فرماتے ہیں کہ جس نے تجھ کو خلیفہ بنایا اسی نے مجھ کو محتسب بنایا۔ پوچھا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض ۚ يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ۘ (پ:۱۰)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

وہ آپس میں ایک دوسرے کے دینی رفیق ہوتے ہیں اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں، بری بات سے منع کرتے ہیں۔ مومن کا یہ فرض ہے کہ جب وہ کسی امر کو شریعت کے خلاف دیکھے تو اس کو مٹانے کی کوشش کرے۔ پھر خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے دس مٹکوں میں سے نو کو توڑ دیا ایک مٹکے کو آخر کیوں چھوڑ دیا؟ اس کی کیا وجہ ہے۔ شیخ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ نو مٹکوں کے توڑنے میں مجھ کو اللہ کا خوف غالب تھا اور میں نے اللہ کے خوف سے ان کو توڑا اور جب دسویں کا نمبر آیا تو میرے نفس نے کہا کہ تم ایسے ہوگئے ہو کہ خلیفہ کی بھی پروانہیں کرتے۔ تو میں نے سوچا کہ اب یہ کام صرف اللہ کے لئے نہیں رہ گیا اس میں نفس کی آمیزش ہوگئی اس لئے دسویں مٹکے کو میں نے چھوڑ دیا کیونکہ میرا کام اللہ ہی کیلئے ہوتا ہے۔ اگر اس کو بھی توڑ دیتا تو نفس کی آمیزش ہو جاتی۔ سبحان اللہ! یہ ہے مقام مومن کا۔

خلیفہ نے ان سے درخواست کی کہ آپ جو کچھ فرمائیں آپ کی خدمت کیجائے شیخ نے فرمایا میرے لئے سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ مجھے دربار میں کبھی طلب نہ کیا جائے۔ خلیفہ نے عرض کیا کہ کچھ قبول فرمالیجئے تو فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھ کو بہت دے رکھا ہے۔ اللہ والوں کا یہی مقام ہوتا ہے کہ نہ ان کو جاہ ومنصب کی خواہش ہوتی ہے نہ مال ودولت کی طمع۔ (روح البیان حصہ اول)

ہم نے اسلام کو نہیں پہچانا

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

ایک بہت اچھی مثال یاد آئی۔ اس سے ہماری حقیقت فہمی اور اصل واقفیت کی پوری حقیقت کھل جائے گی۔ مشہور ہے کہ اندھوں کے شہر میں ایک ہاتھی آگیا تھا جب سنا تو اس کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ لیکن آنکھیں تو تھیں نہیں، دیکھتے کیونکر آخر سب اکٹھے ہوکر پہنچے اور اس کے قریب جا کر سب نے ہاتھ سے چھوکر اس کو دیکھا کسی کا ہاتھ تو سونڈ پر پڑا کسی کا پیر پر پڑا کسی کے ہاتھ میں کان آگیا کسی نے دم پکڑ لی۔

دیکھ بھال کر آپس میں اس کی ہیئت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ ایک نے کہا کہ ایسا تھا جیسا کھمبا ہوتا ہے دوسرے نے کہا نہیں، بلکہ جیسا سانپ تیسرے نے کہا نہیں، بلکہ جیسے چھاج۔ چوتھے نے کہا نہیں، بلکہ جیسے مورچھل۔ مولانا رومی اس حکایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی بینا ہوتا تو کہتا کہ تم سب سچے ہو اور سب جھوٹے ہو۔ سچے تو اس لئے کہ جس نے جو کچھ دیکھا وہی آکر بیان کر دیا۔ اور جھوٹے اس لئے کہ اصل حقیقت کی خبر ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے کہ انہوں نے اسلام کو عموماً پورا نہیں دیکھا سمجھتے ہیں کہ صرف وضو نماز ہی کا نام اسلام ہے وبس۔ میں ایک مقام پر گیا وہاں ایک اسکول بھی تھا اور اس میں دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ نصاب دینیات کو دیکھا تو اس میں صرف راہ نجات اور غضب یہ کہ اس کو کافی سمجھتے تھے میں نے کہا کہ صاحبو اگر راہ نجات تمام ضروریات دین کے لئے کافی ہے تو بتلایئے اگر ایک شخص کے پاس تیل ہو اور ایک کے پاس سرسوں ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے سے بدلنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی اور کیسے یہ بدلا جائے گا؟ سن کر کہنے لگے کہ کیا یہ بھی کوئی مسئلہ ہے۔ افسوس ہے کہ معاملات کو اور معاشرت کو علی العموم لوگوں کے دین سے خارج سمجھ رکھا ہے لیکن تعجب ہے کہ قانون خداوندی سے تو اپنے معاملات اور معاشرت کو مستثنیٰ سمجھ لیا اور گورنمنٹ کے قانون سے مستثنیٰ

نہ سمجھا۔ کبھی کسی نے گورنمنٹ سے نہ کہا ہوگا کہ تجارت وغیرہ میں آپ کو کیا دخل ہے؟ آپ صرف امور انتظام سلطنت میں ہم سے باز پرس کیجئے! باقی یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں۔ ہم کو لیسنس وغیرہ کا مقید کیوں کیا ہے کیا کوئی شخص ایسا کہہ سکتا ہے؟ اور اگر کہے تو پھر دیکھئے گردن ناپی جاتی ہے یا نہیں یقیناً گردن ناپی جائے گی اور کہا جائے گا، کہ جب ہم حاکم ہیں، تو ہم کو ہر امر میں قانون مقرر کرنے کا حق ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ گورنمنٹ کو تو اس کہنے کا حق دار سمجھا جائے اور خدا تعالیٰ کے قانون کو صرف وضو اور نماز وغیرہ میں منحصر کر دیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک قانون مقرر فرمایا ہے اور ہر چیز کا ایک قاعدہ بتلایا ہے مگر چونکہ لوگ دین کو ناتمام طور پر دیکھتے ہیں اس لئے صرف نماز روزہ یا زیادہ سے زیادہ معاملات تک شریعت کے احکام کو وسعت دی جاتی ہے اور وضع اور معاشرت واخلاق کو اس سے خارج سمجھتے ہیں۔

تہذیب اسلام نیز بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ہم تہذیب میں دوسری قوموں کے محتاج ہیں اور شریعت اسلام کو تہذیب سے معری سمجھتے ہیں ان لوگوں کی بالکل ایسی مثال ہے، جیسے کہ ایک ایک چشم کی نسبت مشہور ہے کہ وہ دہلی گیا سیر کے لئے چاندنی چوک میں نکلا اتفاق سے آپ کی گردن بھی نہ مڑ سکتی تھی اس لئے جاتے وقت صرف ایک طرف کی دکانیں نظر آئیں دوسری جانب کی نظر نہ آئیں جب وہاں سے واپس ہونے لگا تو دوسری جانب کی دوکانیں نظر آئیں ان کو دیکھ کر آپ فرماتے ہیں کہ دلی کے لوگ بھی کیا ستم کے لوگ ہیں ابھی یہ دکانیں داہنی جانب تھیں ابھی ہمارے لوٹنے سے پہلے ان کو بائیں جانب اٹھا کر رکھ دیا۔ تو ہمارے بھائیوں نے بھی شریعت کو صرف ایک طرف دیکھا وہ محتاج سمجھتے ہیں ورنہ شریعت اسلام میں وہ تہذیب ہے کہ دنیا میں کسی قوم کے اندر بھی اتنی تہذیب نہیں ہے۔ چند روز آ کر ہمارے پاس رہو اور پھر دیکھو کہ وہ شریعت جس کو آج خونخوار بتلایا جارہا ہے وہ کیسی دل فریب ہے۔ جب اس کی حقیقت سے واقف ہوگے تو اس پر عاشق ہو جاؤ گے اور یہ کہو گے کہ ۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا ایجاست

(مفاسدِ گناہ)

سیرت خاصان حق

صحابہؓ کی عظیم خدمات

قتل مسیلمہ وقرآن کا جمع کرنا

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کا جس نے حضورؐ کے سامنے ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اثر بڑھنے لگا۔ اور چونکہ عرب میں ارتداد بھی زور شور سے شروع ہو گیا تھا اس سے اس کو اور بھی تقویت پہنچی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس سے لڑائی کی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی اور مسیلمہ قتل ہوا۔ لیکن اس لڑائی میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بھی ایک بڑی جماعت شہید ہوگئی۔ بالخصوص قرآن پاک کے حافظوں کی ایک بڑی جماعت شہید ہوئی۔ حضرت عمرؓ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس لڑائی میں قاری بہت شہید ہوگئے۔ اگر اسی طرح ایک دو لڑائی میں اور شہید ہوگئے تو قرآن پاک کا بہت سا حصہ ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس کو ایک جگہ لکھوا کر محفوظ کرلیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ایسے کام کی کیسے جرأت کرتے ہو جس کو حضور اقدس ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ اس پر اصرار فرماتے رہے اور ضرورت کا اظہار کرتے رہے بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے بھی موافق ہوگئی تو حضرت زید بن ثابتؓ کو بلایا۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اول اپنی اور حضرت عمرؓ کی گفتگو نقل فرمائی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ تم جوان ہو اور دانشمند تم پر کسی قسم کی بدگمانی بھی نہیں اور ان سب باتوں کے علاوہ یہ کہ خود حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں بھی تم وحی کے لکھنے پر مامور رہ چکے ہو۔ اس لئے اس کام کو تم کرو۔ لوگوں کے پاس قرآن پاک جمع کرو اور اس کو ایک جگہ نقل کردو۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ حکم فرماتے کہ فلاں پہاڑ کو توڑ کر ادھر سے ادھر منتقل کردو تو یہ حکم بھی میرے لئے قرآن پاک جمع کرنے کے حکم سے سہل تھا۔ میں نے عرض

کیا کہ آپ حضرات ایسا کام کس طرح کررہے ہیں جس کو حضورؐ نے نہیں کیا۔ وہ حضرات مجھے سمجھاتے رہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زیدؓ سے کہا اگر تم عمرؓ کی موافقت کرو تو میں اس کا حکم دوں اور نہیں تو پھر میں بھی ارادہ نہ کروں۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ طویل گفتگو کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے میرا بھی اسی جانب شرح صدر فرمادیا کہ قرآن پاک کو یک جا جمع کیا جائے چنانچہ میں تعمیل ارشاد میں لوگوں کے پاس جو قرآن شریف متفرق طور پر لکھا ہوا تھا اور جو حضرات صحابہ کرامؓ کے سینوں میں بھی محفوظ تھا۔ سب کو تلاش کر کے جمع کیا۔

فائدہ: اس قصہ میں اول تو ان حضرات کے اتباع کا اہتمام معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ کا منتقل کرنا ان کے لئے سہل تھا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس کو حضورؐ نے نہیں کیا اس کے بعد کلام پاک کا جمع کرنا جو دین کی اصل ہے۔ اللہ نے ان حضرات کے اعمال نامہ میں رکھا تھا۔ پھر حضرت زیدؓ نے اتنا اہتمام اس کے جمع فرمانے میں کیا کہ کوئی آیت بغیر لکھی ہوئی نہیں لیتے تھے جو حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کی لکھی ہوئی تھیں ان ہی سے جمع کرتے تھے اور حفاظ کے سینوں سے اس کا مقابلہ کرتے تھے اور چونکہ تمام قرآن شریف متفرق جگہوں میں لکھا ہوا تھا۔ اس لئے اسکی تلاش میں گو محنت ضرور کرنا پڑی مگر سب مل گیا۔ اُبی بن کعبؓ جن کو خود حضورؐ نے قرآن پاک کا سب سے زیادہ ماہر بتایا ان کی اعانت کرتے تھے۔ اس محنت سے کلام اللہ شریف کو ان حضرات نے سب سے پہلے جمع فرمایا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی احتیاط روایت حدیث میں

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بڑے مشہور صحابہ میں ہیں اور ان صحابہؓ میں شمار ہے جو فتوے کے مالک تھے۔ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ کی ہجرت بھی کی تھی۔ تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے ہیں اور مخصوص خادم ہونے کی وجہ سے صاحب النعل، صاحب الوسادۃ، صاحب المطہرۃ۔ جوتے والے، تکیہ والے، وضو کے پانی والے۔ یہ القاب بھی ان کے ہیں۔ اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کی یہ خدمتیں اکثر ان کے سپرد رہتی تھیں۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناؤں تو عبد اللہ بن مسعودؓ کو بناؤں۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد تھا کہ تمہیں ہر وقت حاضری کی اجازت ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف بالکل

ایسی طرح پڑھنا ہو جس طریقہ سے اترا ہے تو عبداللہ بن مسعودؓ کے طریقہ کے موافق پڑھے۔ حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ابن مسعودؓ جو حدیث تم سے بیان کریں۔ اس کو سچ سمجھو۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب یمن سے آئے تو ایک زمانہ تک ابن مسعودؓ کو اہل بیت میں سے سمجھتے رہے اس لئے کہ اتنی کثرت سے ان کی اور ان کی والدہ کی آمد ورفت حضورؐ کے گھر میں تھی جیسی گھر کے آدمیوں کی ہوتی ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابو عمرو شیبانیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک ابن مسعودؓ کے پاس رہا۔ میں نے کبھی ان کو حضورؐ کی طرف منسوب کر کے بات کرتے نہیں سُنا لیکن کبھی اگر حضورؐ کی طرف کوئی بات منسوب کر دیتے تھے تو بدن پر کپکپی آجاتی تھی۔ عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو ایک سال تک ابن مسعودؓ کے پاس آتا رہا۔ میں نے کبھی حضور اقدس ﷺ کی طرف نسبت کر کے بات کرتے نہیں سُنا۔ ایک مرتبہ حدیث بیان فرماتے ہوئے زبان پر یہ جاری ہو گیا کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو بدن کانپ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے پیشانی پر پسینہ آ گیا رگیں پھول گئیں اور فرمایا انشاء اللہ یہی فرمایا تھا اس کے قریب قریب تھا یا اس سے کچھ زیادہ اس سے کچھ کم۔

فائدہ: یہ تھی ان حضرات صحابہ کرام کی احتیاط حدیث شریف کے بارے میں اس لئے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو میری طرف سے جھوٹ نقل کرے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے اس خوف کی وجہ سے یہ حضرات باوجودیکہ مسائل حضورؐ کے ارشادات اور حالات ہی سے بتاتے تھے مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ خدانخواستہ جھوٹ نہ نکل جائے۔ اس کے بالمقابل ہم اپنی حالتیں دیکھتے ہیں کہ بے دھڑک بے تحقیق حدیث نقل کر دیتے ہیں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ حالانکہ حضورؐ کی طرف منسوب کر کے بات کا نقل کرنا بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ فقہ حنفی انہی عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ تر لیا گیا ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس حدیث کے لئے جانا

کثیر بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کی وجہ

سے آیا ہوں میں نے سنا ہے کہ وہ آپ نے حضور اقدس ﷺ سے سنی ہے۔ ابوالدرداءؓ نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابوالدرداءؓ نے پھر پوچھا کہ کوئی دوسری غرض تو نہ تھی کہا نہیں۔ صرف حدیث ہی معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کے لئے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل فرما دیتے ہیں اور فرشتے اپنے پَر طالب علم کی خوشنودی کے واسطے بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کے لئے آسمان زمین کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں وہ بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ جو شخص علم کو حاصل کرتا ہے وہ ایک بڑی دولت کو حاصل کرتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابوالدرداءؓ فقہائے صحابہؓ میں ہیں حکیم الامت کہلاتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی نبوت کے وقت میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے مسلمان ہونے کے بعد چاہا کہ تجارت اور عبادت دونوں کو جمع کروں مگر دونوں اکٹھی نہ رہ سکیں تو مجھے تجارت چھوڑنا پڑا۔ اب میرا دل یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ بالکل دروازہ ہی پر دکان ہو جس کی وجہ سے ایک بھی نماز فوت نہ ہو اور روزانہ چالیس دینار کا نفع ہو اور میں ان سب کو صدقہ کردوں۔ کسی نے پوچھا کہ ایسی تجارت سے کیوں خفا ہوئے کہ نماز بھی نہ جائے اور اتنا نفع روزانہ کا اللہ کے راستہ میں خرچ ہو، پھر بھی پسند نہیں کرتے۔ فرمایا حساب تو دینا ہی پڑے گا۔ ابوالدرداءؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے موت سے محبت ہے۔ اپنے مولیٰ سے ملاقات کے شوق میں اور فقر سے محبت ہے۔ تواضع کیواسطے اور بیماری سے محبت ہے گناہ دھلنے کے واسطے۔ اوپر کے قصہ میں ایک حدیث کی خاطر اتنا طویل سفر کیا ہے۔ ان حضرات کے یہاں حدیث حاصل کرنے کے لئے سفر کچھ اہم نہیں تھا۔ ایک ایک حدیث سننے اور معلوم کرنے کے لئے دور دور کا سفر طے کر لینا ان حضرات کو بہت سہل تھا۔ شعبیؒ ایک مشہور محدث ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اپنے کسی شاگرد کو ایک مرتبہ حدیث سنائی اور فرمایا کہ لے گھر

بیٹھے مفت مل گئی ورنہ اس سے کم کے لئے بھی مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑتا تھا کہ ابتداء میں حدیث کا مخزن مدینہ طیبہ ہی تھا۔ علمی شغف رکھنے والے حضرات نے بڑے بڑے طویل سفر علم کی خاطر اختیار فرمائے ہیں۔ سعید بن المسیبؒ جو ایک مشہور تابعی ہیں کہتے کہ میں ایک ایک حدیث کے خاطر راتوں اور دنوں پیدل چلا ہوں۔ (فضائل اعمال اول)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا **ماہانہ اجتماع عصر تا فجر** بتاریخ ۲۷/محرم الحرام ۱۴۲۶ھ بمطابق **26-02-2006** بروز اتوار بمقام **پارک مسجد** پرنام بٹ۔ انشاءاللہ منعقد ہوگا۔

جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ✿ ایک سنت بتانا ✿ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ✿ آداب گشت ✿ بعدہٗ گشت ✿ تعلیم تسہیل قصد السبیل ✿ چائے ✿ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ✿ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ✿ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ✿ بعدہٗ دعا ✿ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ✿ سونے کی سنتیں ✿ نماز کی عملی مشق ✿ مراقبۂ موت ✿ دعا ✿ بعدہٗ قیام شب ✿ نماز تہجد (انفرادی) ✿ معمولات (انفرادی) ✿ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام حضرات سے اس اجلاس کی کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

ضروری مسائل

نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ:۔قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھا تو نماز جاتی رہتی ہے۔

مسئلہ:۔بے ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جاوے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ:۔نماز میں اتنا مُڑ گیا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مُڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ:۔نماز میں کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر تل یا دُھرا (یا اسکے برابر کوئی چیز اٹھا کر کھالیوے تو نماز جاتی رہی۔البتہ اگر دُھرا وغیرہ یا کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اسکو نگل گیا تو اگر چنے سے کم ہو تو نماز ہوگئی اور اگر چنے کے برابر ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ:۔نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جاوے یا کُتا بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی لیکن سامنے جانے والے کو بڑا گناہ ہوگا اسلئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھر چلتے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لیوے کم از کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کھڑا ہو اور اسکو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنے یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے اگر کوئی لکڑی نہ گاڑی تو اتنی ہی اونچی کوئی چیز سامنے رکھ لیوے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھا قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ آیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدے کی جگہ سے آگے بڑھ جاوے گا تو نماز نہ ہوگی۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں اُن کا بیان

مسئلہ:۔مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا، کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں مُنہ موڑ کر دیکھنا یہ سب مکروہ ہے، البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور اگر گردن نہ پھیرے تو ویسا تو مکروہ نہیں لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں ہے۔

مسئلہ:۔نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چوزانو بیٹھنا یا کُتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے ہاں اگر دُکھی بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھے اسوقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۔نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی نہ بھرنے پاوے مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔اگر تصویر سر کے اُوپر ہو یعنی چھت میں یا چھت گیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف ہو یا داہنی طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دیوے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔

مسئلہ:۔تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں۔

مسئلہ:۔کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے (لیکن جو سورتیں مسنون ہیں ان کو اکثر پڑھ لیا کرے یہ مکروہ نہیں بہتر ہے۔)

مسئلہ:۔کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ بہت برے میلے کچیلے کپڑے جن کو پہن کر محلہ ٹولے میں جانے سے شرماتا ہو اور نہ جاتا ہو ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسئلہ:۔ جب بھوک بہت لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے پھر نماز پڑھے بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو نماز پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ:۔ اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی ثمر حصہ اوّل)

دینی طلبہ پر خرچ کرنا برکت کا ذریعہ ہے

دلیل: امام ترمذی نے انس بن مالک ﷛ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے ایک (حصولِ علم کی خاطر) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوتا، اور دوسرا (حصولِ معاش کے لئے) جدوجہد کرتا۔ حصولِ معاش کے لئے جدوجہد کرنے والے نبی ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"لعلك ترزق بہ."**

ترجمہ: ''شاید تمہیں اسی کی وجہ سے رزق دیا جا رہا ہے۔'' (جامع ترمذی ۸/۷)

گناہ کے نقصانات

تیسرا نقصان۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱۵) ضرورتمند کی باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا
(۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا
(۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہونچانا
(۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا
(۱۹) بڑوں کی عزت نہ کرنا
(۲۰) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا
(۲۱) کسی دنیوی رنج سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا (باقی آئندہ)

۲۔ الایمان بالملٰئکۃ

فرشتوں کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

عقیدہ ۱ : اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو "ملٰئکۃ" اور فرشتے کہتے ہیں، وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ ۲ : فرشتوں کے سپرد بہت سے کام ہیں، وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے انہیں لگا دیا ہے وہ انہیں میں لگے رہتے ہیں۔

عقیدہ ۳: فرشتے اللہ کی بندگی سے نہ عار کرتے ہیں نہ سرکشی، وہ ہر وقت اس کی یاد اور تسبیح میں لگے رہتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔

عقیدہ ۴: فرشتے بہت ہیں ان کی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان میں چار فرشتے بہت مقرب اور مشہور ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

(اسلامی عقائد)

آپ ﷺ کا ذکر ہے دو جہاں میں

آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

دوستو یہ ہے شہر مدینہ
جس سے اسلام پھیلا جہاں میں

گر نہ صل علی ہو زباں پر
کیا اثر ہوگا آہ وفغاں میں

ورفعنا کا انعام یہ ہے
آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں

شرط توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب وجاں میں

کوئی سمجھے گا کیا غیر ممکن!
آپ کا رتبہ دونوں جہاں میں

سبز گنبد پہ جس کی نظر ہو
وہ بھلا جائے کس گلستاں میں

نام کیسا ہے پیارا محمدؐ
جس کے صدقے میں ایماں ہے جاں میں

یہ ہے فیضان نور نبوت
جو ہے اسلام سارے جہاں میں

کیا کہوں رفعت شان گنبد
کچھ نہیں دم ہے اختر زباں میں

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوة الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوة الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جزوقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 MULLA STREET, PERNAMBUT-635810
E-MAIL :dawathulhaq@rediffmail.com PHONE : 04171-231292

جواہر حکمت

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا اِلحاد بھی ساتھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس عہد میں اے اکبر میں اس کو ولی سمجھا
تھوڑا سا بھی جس دل میں اللہ کا ڈر دیکھا

دنیا کی یہ زینت ہے عقبٰی کے ہیں وہ وعدے
غافل نے اِدھر دیکھا عاقل نے اُدھر دیکھا

(اکبرالہ آبادی)

